جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اہل سنت والجماعت کی کتابوں میں

مولانا سید نذر امام نقوی

اسلام کی عظیم الشان مثالی خاتون حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شخصیت مسلمانوں، خاص کر پیغمبر اسلام اور ائمہ اطہار علیہم السلام کے نزدیک بہت ہی محترم، نمایاں اور مثالی حیثیت رکھتی ہے۔

اس عظیم الشان مثالی خاتون کی فضیلت پر مبنی بہت سی روایتیں اور حدیثیں منقول ہیں۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ولادت کی حیثیت سے نہیں بلکہ رسالت کی حیثیت سے رسول خدا کی ماں شمار کی جاتی ہیں، آپ ہی کے ذمہ اپنے والد گرامی کی ہمہ جانبہ نگہداشت تھی۔ درحقیقت حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی موجودگی ایک ایسی نورانی حرکت تھی جو پیغمبر اکرمؐ کے نور رسالتمآبی کو صدیوں اور اعصار کے امتداد تک جاری و ساری رکھتے ہوئے انسانیت کو فیضیاب و روشن کرتی رہی۔

تاریخ نے بارہا نقل کیا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو امّ ابیہا پکارا کرتے اور ان کے ساتھ ماں جیسا سلوک کیا کرتے تھے۔ ان کے ہاتھوں کا بوسہ لیا کرتے اور جب کبھی سفر سے مدینہ واپس آتے تو سب سے پہلے آپ سے ملاقات کرتے تھے اور یہ اس وجہ سے تھا کہ حضرت ایسے یتیم تھے جنہوں نے عہد طفولیت میں ہی اپنی مادر گرامی آمنہ بنت وھب کو کھو دیا تھا۔ فطری بات ہے کہ اس طرح کے بچے کسی ایسی مہربان گود کی تلاش کیا کرتے ہیں اسی لئے حضرتؐ رسولؐ خدا بھی حضرت علیؑ کی مادر گرامی، فاطمہ بنت اسدؑ کی محبت سے اس نفسیاتی خلاء اور کمی کو مرتفع کیا کرتے تھے اور انہیں اپنی ماں سمجھتے اور ماں کے نام سے پکارا کرتے تھے اور جب اس مہربان ماں کا انتقال ہو گیا تو آپ کے دل پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا لوگوں نے سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے:

میری ماں اس دنیا سے چل بسیں۔ لیکن خداوند عالم نے انہیں فاطمہؑ جیسی بیٹی عنایت فرمائی جو فاطمہ بنت اسدؑ کی یاد تازہ کرتی اور ان کی موجودگی آپ کیلئے تسلی بخش تھی، اس لئے پیغمبر اکرمؐ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو **امّ ابیہا** کے نام سے پکارا کرتے۔[۱]

بقول علامہ حسن زادہ آملی جنہوں نے اپنی کتاب " **فص حکمة عصمتیة فی کلمة فاطمیة**" صفحہ ۳۷

میں تحریر کیا ہے کہ چونکہ عقلِ کل والد اور نفس کل ماں ہے اور مخلوق ان دونوں سے وجود میں آئی اور انوار و فضائل کی ماں فاطمہ سلام اللہ علیہا، عقیلۂ رسالت اور بوجہ اتمّ مظہر نفس کل ہیں اس لئے آنجناب اس باپ کی ماں ہیں جن پر نبوت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ایسے موقع پر حق سبحانہ تعالی کے اس قول پر غور کریں کہ " الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ " نیز حق تعالیٰ کے اس قول پر غور کرو کہ "لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَة۔۔۔ الخ "

اُمّ کا لفظ مقصد کے معنیٰ میں بھی آیا ہے، پس نبی اکرمؐ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اس لئے ام ابیھا پکارا کیونکہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی موجودگی عالم ہستی کا حقیقی مقصد و ہدف اور نبوت کا ثمرہ ہے۔

عربی زبان میں اُمّ کے مختلف معنیٰ ذکر کیے گئے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں :

۱۔ایک تو اُمّ کا مطلب ماں ہے۔

۲۔ کسی بھی چیز کی اصلیت اور جڑ کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ ام الکتاب کے معنی میں اصل کتاب جو کہ لوح محفوظ کے معنیٰ میں ہے یا سورۂ حمد کہا گیا ہے۔

۳۔ کسی مجموعہ یا اصل مقصد کو عربی میں اُمّ کہا جاتا ہے۔

۴۔ وسط زمین اور مکۂ معظّمہ کو اُمّ القریٰ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ زمین کے بچھانے اور اس کی توسیع کا کام وہیں سے شروع کیا گیا۔

۵۔ اس کا اطلاق مقصد و مقصود پر بھی ہوتا ہے۔

۶۔ کسی چیز کی تقویت اور تربیت کے بارے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے، یہ فلاسفہ کی اصطلاح ہے۔

۷۔ کسی بھی احکام و شریعت کی آیت محکمہ کو بھی اُمّ کہا جاتا ہے۔

۸۔ کسی قوم کے سردار پر بھی اُمّ کا اطلاق ہوتا ہے، جس طرح کہ خادم قوم کو بھی اُمّ کہتے ہیں۔

اس کے اور بھی دیگر معنیٰ بیان کیے گئے ہیں جن کے ذکر سے ہم گریز کرتے ہیں۔

ایک حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ آسمان و زمین کا وجود فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نور سے ہے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نور خدا کا نور ہے اور فاطمہ آسمان و زمین سے افضل ہیں، اسی بنا پر زمین پر موجود سبھی خلائق کی پیدائش حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نور سے مربوط ہے لہٰذا فاطمہ سلام اللہ علیہا کے والد کا عنصری وجود بھی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نور سے ہے اسی لئے پیغمبر اکرمؐ نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ام ابیھا کے خطاب سے یاد فرمایا ہے۔

فاطمہ سلام اللہ علیہا، پیغمبر اکرمؐ کے اصلی مقصد کو جامۂ عمل پہنانے والی بھی تھیں۔ آیۂ محکمہ پر اُمّ کے اطلاق کے بموجب یہ کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ آیات محکمات خاتم الانبیاء کی فضیلت و شرافت پر واضح علامات میں سے ایک حضرت زہرا کا وجود مبارک ہے اس لئے مختلف وجوہات منجملہ علم و حلم و زہد و حیا اور عفت و صبر، جود و

سخاوت اور فصاحت و بلاغت، شجاعت و سماحت و خلق میں خاص طور سے جبکہ هُنّ اُمّ الکتاب کی محکم آیۂ شریفہ کی تاویل کی گئی ہے، اس سے مراد اہلبیت اور ائمۂ طاہرین علیہم السلام کی مقدس ذات ہے، اس لئے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کیلئے امّ ابیہا کا اطلاق بلاوجہ نہیں ہے۔ ۲؎

فاطمہ سلام اللہ علیہا ایک لائق بیٹی، مہربان ماں ہیں جو ہمیشہ پیغمبرؐ کی محافظت اور دیکھ بھال میں سرگرم رہتی ہیں۔ اس لئے امّ ابیہا کا لقب پایا۔

بہ نقل از استاد محمد رضا موحدی (نمایندگی ولی فقیہ کی مرکزی کمیٹی کے شعبہ نشر و اشاعت کے سرپرست)

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا مقدس نام

فاطمہ سلام اللہ علیہا متوصف ہے فطم مصدر سے اور عربی لغت میں کاٹنے، قطع کرنے اور علیحدہ کرنے کے معنٰی میں ہے۔ یہ صیغہ جو کہ فاعل کے وزن پر مفعولی معنی دیتا ہے۔ علیحدہ کیا ہوا کے مفہوم میں ہے۔ سنی اور شیعہ کتابوں میں ایک روایت منقول ہے جس میں پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے: انہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نام سے یاد کیا گیا ہے چونکہ خود وہ اور ان کے چاہنے والے جہنم کی آگ سے الگ کیے گئے ہیں۔ ۳؎

فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام فاطر سے مشتق ہے، فاطر سے فاطمہ سلام اللہ علیہا کا اشتقاق، کبیر یا اکبر کا اشتقاق ہے جو اس بات کا اشارہ ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا فاطر کی صفت کا مظہر ہیں کیونکہ انہوں نے مقام فنا فی اللہ اور امر الٰہی کے قیام میں عالم غربت و تنگدستی میں سلطنت و ستوت اور ولایت عظمٰی کا مقام و مرتبہ بطور سند {مَنْ ذَالَّذِی یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ} حاصل کرکے اذن خدا کو اپنا اذن بنالیا۔ بنابریں، بعض وارد خبروں میں جو کچھ آیا ہے اور مصدر وحی و تنزیل کے ذریعہ صادر ہوا ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ لفظ فطم متعدی ہے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کا مطلب فاصلہ ہے یعنی "فُصِلَتْ نَفْسَھا عَنِ الشَّرِّ" یعنی انہوں نے اپنے نفس کو ہر قسم کی پلیدی و ناپاکی سے علیحدہ کرلیا اس وجہ سے کہتے ہیں: حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا مبارک وجود فاصل ہے اور آپ کا مقدس نفس مفصول ہے اور مفصول عنہ ہر قسم کی پلیدی و ناپاکی ہے اور مفصول بہ اصلی صلاحیت اور اقتضائے ذاتی ہے۔ اس لئے حقیقت اور اصل میں آپ کی ذات گرامی ہر قسم کی پلیدی و برائی سے پاک و پاکیزہ ہے۔

ایک حدیث کے تحت پیغمبر اکرمؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: تمہیں پتہ ہے، میری بیٹی کو فاطمہ سلام اللہ علیہا کیوں پکارا جاتا ہے؟ کیونکہ اس سے اور اس کے چاہنے والوں سے آتش جہنم کو علیحدہ کردیا گیا ہے۔ ۴؎

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت

معتبر کتابوں اور روایتوں کے مطابق حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت باسعادت بروز جمعہ ۲۰ جمادی الثانیہ کو مکہ میں واقع ہوئی ہے۔۵؎

بتول:

"ینابیع المودۃ" کے صفحہ ۲۶۰ میں شیخ سلیمان بلخی قندوزی رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بتول کا نام دیا گیا کیونکہ وہ حیض و نفاس سے پاک و پاکیزہ تھیں، یعنی انہیں حیض و نفاس نہیں آتا تھا۔۶؎

اسماء بنت عمیس سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: جب حسن کی ولادت ہونے والی تھی تو میں نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی مدد کی اس وقت ان میں ولادت کا خون مشاہدہ نہیں کیا میں نے پیغمبر سے دریافت کیا کہ میں نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کے اندر ہرگز حیض و نفاس کی آلودگی نہیں دیکھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: کیا، پتہ نہیں ہے کہ میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا ان سب چیزوں سے پاک و پاکیزہ خلق کی گئی ہے۔۷؎

فاطمہ سلام اللہ علیہا اور قرآنی آیات

خداوند عالم سورۂ احزاب کی آیات ۳۱ تا ۳۳ میں فرماتا ہے:

خداوند عالم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ آپ اہل بیت کو ہر گناہ سے علیحدہ اور پاک و پاکیزہ رکھے۔۸؎

ان آیتوں میں اہلبیت سے مراد علیؑ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسن و حسین علیہم السلام ہیں۔

ابو سعید خدری سے روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

یہ آیت میری، اور علیؑ و فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسن و حسین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔۹؎

ام سلمہ کہتی ہیں، یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی، اس وقت فاطمہ سلام اللہ علیہا، علیؑ اور حسن و حسین علیہم السلام وہاں موجود تھے، رسول خداؐ نے اپنی وہ عبا جوان کے دوش پر تھی اتاری اور ان لوگوں پر پھیلاتے ہوئے کہا: یہ میرے اہلبیت ہیں، خداوندا ان سے نجاست کو دور رکھ اور انہیں پاک و پاکیزہ قرار دے۔۱۰؎

ایک دن پیغمبر اکرمؐ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لائے، انہوں نے مشاہدہ فرمایا کہ ان کی بیٹی نے بہت ہی پرانا اور خستہ کپڑا پہن رکھا ہے اور اپنی گود میں رکھ کر اپنے بچے کو دودھ بھی پلا رہی ہیں اور چکی میں جو ڈال کر آٹا بھی پیس رہی ہیں، اس منظر نے حضرت کو بہت زیادہ متاثر کیا، آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گئے

فرمایا: میری بیٹی مجھے امید ہے کہ اس زود گذر دنیا کی سختی بھری تلخ زندگی کے بدلے میں آخرت کی ابدی خوش نصیبی حاصل ہوگی۔

فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے بالکل اس انداز میں جیسے کہ وہ ان تمام مصائب و آلام سے خوش ہیں اور ان مصیبتوں اور سختیوں کو خدا کی عنایت سمجھتی ہیں، فرمایا: یَارَسُولَ اللّٰه اَلْحَمدُ لِلّٰہِ عَلیٰ نَعْمٰائِه وَ الشُّکرُ اَشَدُّ عَلیٰ آلائِہ، خداوند عالم کی نعمتوں کے مقابلے حمد و ستائش اس کی ذات سے مخصوص ہے۔

اس کے فوراً بعد ہی پیغمبر اکرمؐ پر یہ آیت نازل ہوئی:

{وَ لَسَوفَ یُعْطِیکَ رَبّکَ فَتَرضیٰ} عنقریب ہی خدا تم پر اپنی عنایت نازل فرمائے گا، جس کے باعث خشنود ہوگے۔۱۱۔

کتاب "مناقب ابن شہر آشوب" میں کتاب "لوامع" سے اور کتاب "شرف المصطفیٰ" اپنے اسناد میں سلمان سے اور ابو بکر شیرازی اپنی کتاب میں ابو صالح سے نیز ابو اسحاق ثعلبی و علی بن احمد الطائی اور ابو محمد حسن بن علویہ اور قطان اپنی تفسیروں میں سعید بن جبیر اور سفیان ثوری و ابو نعیم اصفہانی، حماد بن سلمۃ ثابت، انس اور ابی مالک ابن عباس کے حوالے سے خبر دیتے ہیں کہ قولہ تعالیٰ: { مَرَجَ الْبَحْرَینِ یَلْتَقِیَان } ۱۲۔

ارشاد ہوتا ہے: علیؑ و فاطمہ سلام اللہ علیہا دو ایسے گہرے سمندر ہیں جو ایک دوسرے کے خلاف ظلم و ستم روا نہیں رکھتے اور ایک روایت کے مطابق: { بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ. یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ }۔ ۱۳۔

برزخ سے مراد رسولؐ خدا اور لولو و مرجان، حسن و حسین علیہم السلام کی طرف اشارہ ہے اور اس آیۂ مبارکہ میں { فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ } ۱۴۔

عمار بن یاسر کا کہنا ہے: ذکر سے مراد، علیؑ مرتضیٰ اور انثیٰ سے مراد فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں۔

آل عمران کی آیت نمبر ۶۱ بھی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شان میں نازل ہوئی ہے:

(فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ)

ہجرت کے موقع پر جبرئیل علیہ السلام جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے حق میں یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔

{اَلَّذِیْنَ یَذکُرُونَ اللّٰه قِیَاماً وَ قُعُوداً وَ عَلیٰ جُنُوبِھِم وَ یَتَفَکرُونَ فی خَلقِ السَّمٰاوَاتِ وَ الاَرض رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذا بَاطلاً سُبحَانَکَ فَقِنَا عَذابَ النَّار } ۱۵۔

ابو بکر بن شیرازی کی کتاب میں محمد بن حنفیہؒ امیر المؤمنین سے حدیث نقل کرتے ہیں:

{ قَالَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰه قَرَءَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاکِ وَطَهّرکِ وَ اصطفٰکِ عَلیٰ النِسَاءِ العَالَمِیْن } ۱۶۔

یعنی رسول اللہ نے جب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی فضیلت میں اس آیت کی تلاوت کی:

{قَال: يَا عَلي خَيرُ نساء العٰالَمِينَ ارْبَعٌ. مَريمُ بنتُ عمران وَ خَديجةُ بنتُ خَويلد وَ فاطمةُ بنتُ محمّدٍ وَ آسيةُ بنت مزاحم}

فرمایا: اے علیؑ: عالم میں بہترین خواتین چار ہیں، عمران کی بیٹی مریم، عیسیٰ کی والدہ، اور خویلد کی بیٹی خدیجہ زوجۂ رسولؐ خدا، اور پھر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہااور مزاحم کی بیٹی آسیہ، فرعون کی زوجہ۔

(نک: حلیہ میں ابونعیم، مسند میں ابن البیع، خطیب نے تاریخ میں ابانہ میں ابن بطہ نے احمد سمعائی نے فضائل میں ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور ابوصالح مؤذن نے اربعین میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے)۔

زیادہ تر مفسرین کا یہی کہنا ہے کہ سورۂ مبارکۂ کوثر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شان میں نازل ہوئی ہے علامہ طباطبائی "تفسیر المیزان" میں لکھتے ہیں:

یہ جملہ، میں نے تمہیں کوثر عطا کیا، اس دلالت سے خالی نہیں ہے کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بیٹے رسولؐ خدا کی ذریت ہیں اور یہ بات بذات خود ایک غیبی خبر ہے جو قرآن کے ذریعہ دی گئی ہے۔ کیونکہ جیساکہ ہم دیکھتے ہیں خداوند عالم نے پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے بعد آپ کی نسل شریف میں ایسی برکت نازل فرمائی کہ چہار دانگ عالم میں اس کے مقابلے میں ایسی برکت کسی نسل میں ظاہر نہیں ہوئی۔ باوجود اس کے کہ اس نسل کے خلاف بہت زیادہ قتل وکشت اور رنج وآلام کے پہاڑ توڑے گئے، پھر بھی اس نے قابل ملاحظہ توسیع حاصل کی۔ ۱۷

سامرات میں شیخ اکبر (محی الدین عربی) اور "تفسیر بیضاوی" میں عبد اللہ بن عباس سے آیۂ شریفہ {يَوفُونَ بِالنّذرِ وَ يَخَافُونَ يوماً كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيراً} یہ لوگ خداوند عالم سے کیے گئے اپنے عہد سے وفادار ہیں اور اس دن سے جب شرّ سب کے دامن کو پکڑے گا، ڈرتے ہیں) کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ جب حسنین علیہم السلام بیمار پڑ گئے تو رسول خداؐ ابوبکر اور عمر کے ہمراہ ان کی عیادت کیلئے آئے، عمر نے کہا: اے ابوالحسن اگر اپنے بچوں کی شفایابی کیلئے نذر کرو تو خدا انہیں جلدی شفاعت عطا کرے گا، علی علیہ السلام نے فرمایا: میں نے نذر کیا ہے کہ اگر یہ صحتیاب ہو گئے تو اس کے شکرانے میں تین دن روزہ رکھوں گا۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسنین علیہم السلام اور فضہ نے بھی اسی طرح کی نذر کی، پھر خدا کی مرضی ہوئی اور یہ دونوں جلد ہی صحتیاب ہو گئے پھر گھر والوں نے نذر کے مطابق روزہ رکھا، اب ان کے پاس کھانا نہ تھا کہ افطار کر سکیں۔ علی علیہ السلام اس شمعون یہودی کے گھر گئے جو ان کے پڑوس میں رہا کرتا اور اس کا پیشہ اون کاتنا تھا، آپ نے فرمایا: کیا تمہیں منظور ہے کہ تین صاع جَو کے بدلے محمد کی بیٹی تمہارے لئے اون کاتے؟ شمعون نے یہ بات قبول کرلی اور حضرت علیؑ تھوڑا اون اور جَو لے کر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس آئے اور پورا واقعہ بیان کیا۔ رسولؐ کی بیٹی کام میں مصروف ہو گئیں انہوں نے اون کاتنے کے بدلے ایک صاع جَو لیا اور چکی میں ڈال کر پیسا پھر گھر کے لوگوں کی

تعداد کے مطابق، پانچ روٹیاں تیار کیں۔ شام کو حضرت علی علیہ السلام نے پیغمبر اکرمؐ کی امامت میں مسجد میں نماز جماعت ادا کی اور پھر افطار کرنے کیلئے گھر لوٹ آئے، جیسے ہی دستر خوان بچھا اور حضرت علی علیہ السلام نے افطار کرنے کیلئے پہلا لقمہ ہاتھ میں لیا۔ایک فقیر نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا: اے خاندان محمد، سلام ہو آپ پر! میں ایک غریب مسلمان ہوں، جو کچھ آپ کھا رہے ہیں اس میں سے مجھے بھی دیدیں کہ اس کے عوض خداوند عالم آپ کو جنت کے کھانے نصیب کرے گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے لقمہ رکھ دیا اور جاکر پورا قصہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو سنایا، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا دستر خوان پر آئیں اور روٹیاں سمیٹ کر اُس فقیر کے حوالے کر دیں، اس رات یہ سب اہل خانہ خالی پیٹ رہ کر بھوکے سو گئے۔ یہ واقعہ یونہی تین مرتبہ دہرایا گیا اور تینوں مرتبہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے گھر والوں کا کھانا مسکینوں، غریبوں اور یتیموں کو کھلادیا اور سب لوگ بھوکے سو رہے، چوتھے دن یہ لوگ روزے سے نہیں تھے لیکن گھر میں کچھ کھانے کو بھی نہیں تھا۔

حضرت علی علیہ السلام، حسنین علیہم السلام کی انگلیاں پکڑ کر رسولؐ خدا کے پاس گئے۔ بھوک کی شدّت سے حسنین علیہم السلام کا چہرہ زرد ہو چلا تھاجب پیغمبرؐ اکرم نے لرزتے بچوں کو دیکھا تو فرمایا: اے ابوالحسنؑ کیا بات ہے؟ تم لوگوں کی یہ حالت میرا کلیجہ چھلنی کر رہی ہے، چلو چل کر فاطمہ سلام اللہ علیہا سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا ہوا ہے، یہ لوگ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر آئے۔ پیغمبر اکرمؐ نے دیکھا کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا خدا کی عبادت میں سرگرم ہیں اور بھوک کی شدّت سے پیٹ کمر سے جالگا ہے، چہرہ پیلا پڑ چکا ہے اور آنکھوں کے گرد گڈھا ہو گیا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر باپ نے بیٹی کو سینہ سے لگایا اور فرمایا: خداوندا مدد فرما کہ محمد کے اہلبیتؑ بھوک کی شدّت سے جاں بحق ہو رہے ہیں، ابھی پیغمبر اکرمؐ کی غم واندوہ سے بھری فریاد پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور ان کے مبارک قلب پر سورۂ ہل اتی نازل فرمائی جس میں اہلبیت علیہم السلام کی مدحت سرائی کے قصیدے بیان ہوئے ہیں۔

ترجمہ سورۂ هَلْ أَتَىٰ

کیا زمانے میں انسان پر ایسا وقت آیا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا؟

(۱) ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا کہ اسے آزمائیں، پس ہم نے اسے سننے والا، دیکھنے والا بنا دیا۔

(۲) ہم نے اسے راستے کی ہدایت کر دی خواہ شکر گزار بنے اور خواہ ناشکرا۔

(۳) ہم نے کفار کے لیے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

(۴) نیکی کے مرتبے پر فائز لوگ ایسا مشروب پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہو گی۔

(۵) یہ ایسا چشمہ ہے جس سے اللہ کے (خاص) بندے پئیں گے اور خود اسے (جیسے چاہیں) جاری کر دیں گے۔

(۶) جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی ہر طرف پھیلی ہوئی ہو گی۔

(۷) اور اپنی خواہش کے باوجود مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔

(۸) (وہ ان سے کہتے ہیں) ہم تمہیں صرف اللہ (کی رضا) کے لیے کھلا رہے ہیں، ہم تم سے نہ تو کوئی معاوضہ چاہتے ہیں اور نہ ہی شکر گزاری

(۹) ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کا خوف ہے جو شدید بد منظر ہوگا۔

(۱۰) پس اللہ انھیں اس دن کے شر سے محفوظ رکھے گا اور انہیں شادابی اور مسرت عنایت فرمائے گا۔

(۱۱) اور ان کے صبر کے عوض انہیں جنت اور ریشمی لباس عنایت فرمائے گا۔

(۱۲) وہ اس (جنت) میں مسندوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جس میں نہ دھوپ کی گرمی دیکھنے کا اتفاق ہوگا اور نہ سردی کی شدت۔

(۱۳) اور درخت ان پر سایہ فگن ہوں گے اور میووں کے (گچھے) ان کی دسترس میں ہوں گے۔

(۱۴) اور ان کے لئے چاندی کے برتنوں اور بلوریں پیالوں کے دور چلیں گے۔

(۱۵) شیشے بھی چاندی کے ہوں گے جنہیں (ساقی نے) ایک مناسب مقدار میں بھرا ہوگا۔

(۱۶) اور وہاں انھیں ایک ایسا جام پلایا جائے گا جس میں زنجبیل (سونٹھ) کی آمیزش ہوگی۔

(۱۷) جنت میں ایک ایسے چشمے سے جسے سلسبیل کہا جاتا ہے۔

(۱۸) اور (خدمت کے لیے) ان کے گرد ایسے لڑکے پھر رہے ہوں گے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں، آپ انہیں دیکھیں تو بکھرے ہوئے موتی خیال کریں گے۔

(۱۹) اور آپ جہاں بھی نگاہ ڈالیں گے بڑی نعمت اور عظیم سلطنت نظر آئے گی۔

(۲۰) ان کے اوپر سبز دیباج اور اطلس کے کپڑے ہوں گے، انھیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار انہیں پاکیزہ مشروب پلائے جائے گا۔

(۲۱) یقینا یہ تمہارے لیے جزا ہے اور تمہاری یہ محنت قابل قدر ہے۔

(۲۲) یقینا ہم نے ہی آپ پر قرآن نازل کیا ہے جیسا کہ نازل کرنے کا حق ہے۔

(۲۳) لہٰذا آپ اپنے رب کے حکم پر صبر کریں اور ان میں سے کسی گنہ گار یا کافر کی بات نہ مانیں۔

(۲۴) اور صبح و شام اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کریں۔

(۲۵) اور رات کے ایک حصے میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جایا کریں اور رات کو دیر تک تسبیح کرتے رہا کریں۔

(۲۶) یہ لوگ یقینا عجلت (دنیا) پسند ہیں اور اپنے پیچھے ایک بہت سنگین دن کو نظر انداز کیے بیٹھے ہیں۔

(۲۷) ہم نے انھیں پیدا کیا اور ان کے جوڑ مضبوط کیے اور جب ہم چاہیں ان کے بدلے ان جیسے اور لوگ لے آئیں۔

(۲۸) یہ ایک نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے۔
(۲۹) اور تم نہیں چاہتے ہو مگر وہ جو اللہ چاہتا ہے، یقیناً اللہ بڑا علم والا، حکمت والا ہے۔
(۳۰) اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور اس نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

فاطمہ سلام اللہ علیہا احادیث کی روشنی میں

عائشہ روایت کرتی ہیں، فاطمہ سلام اللہ علیہا جیسی فاضلہ، ان کے والد کے سوا کسی اور کو ہرگز نہیں دیکھا۔۱۸؎

ام سلمہ فرماتی ہیں: پیغمبرؐ اکرم فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں اپنے بستر پر خیبری چادر اوڑھے لیٹے تھے، اتنے میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بستر رسولؐ کی پاس پہنچیں تو حضرتؐ نے فرمایا: اپنے شوہر اور بیٹوں کو بھی بلاؤ، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے انہیں ایسی حالت میں طلب کیا جب کہ وہ کھانا کھانے میں سرگرم تھے، اس وقت آیۂ تطہیر {إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} حضرت پر نازل ہوئی اس وقت رسول خداؐ نے اپنی چادر یا عبا کو زیادہ پھیلا دیا اور اپنے سر پر اوڑھ کر اس کے اندر سے اپنا ہاتھ نکالا اور جانب آسمان ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا اور فرمایا: خدایا یہ لوگ میرے اہلبیتؑ اور خاص افراد میں سے ہیں ان لوگوں سے برائی اور پلیدی کو دور رکھ اور انہیں پاکیزہ رکھ جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے، حضرت نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا۔۱۹؎

عائشہ روایت کرتی ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے حق تعالیٰ سے ملاقات کرتے وقت اپنی زندگی کے آخری لمحات میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اپنے پاس بلا کر ان کے کان میں کچھ راز کی باتیں کیں یہ سن کر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا رونے لگیں، تھوڑی دیر بعد پھر فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بلایا اور کان میں کچھ راز کی بات کہی، یہ سن کر فاطمہ سلام اللہ علیہا مسکرانے لگیں، عائشہ کہتی ہیں میں نے وجہ دریافت کی تو فاطمہ سلام اللہ علیہا نے کہا: پہلی مرتبہ رسول خداؐ نے اپنی رحلت کی خبر سنائی تو رونے لگی، دوسری مرتبہ جب انہوں نے خبر سنائی کہ ان کے خاندان کی پہلی فرد ہوں گی جب ان کے انتقال کے بعد ان سے جا کر ملاقات کروں گی تو چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔۲۰؎

ام سلمہ فرماتی ہیں: پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: اگر علیؑ پیدا نہ ہوئے ہوتے تو فاطمہ سلام اللہ علیہا کیلئے کوئی کفو اور ہمسر پیدا نہ ہوا ہوتا۔۲۱؎

عائشہ کہتی ہیں: رفتار و گفتار اور شکل و صورت نیز نشست و برخاست میں رسول خداؐ کی فاطمہ سلام اللہ علیہا سے زیادہ شباہت والا کسی اور کو نہیں دیکھا، جب فاطمہ سلام اللہ علیہا رسول خداؐ کے پاس آیا کرتیں تو حضرت عزت و احترام میں اٹھ کھڑے ہوتے، ان کا بوسہ لیا کرتے اور اپنی جگہ بٹھایا کرتے تھے۔۲۲؎

ترمذی نے اپنے حوالے میں حسن غریب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عائشہ کا حوالہ دیا ہے کہ جب میں نے عائشہ سے پوچھا کہ رسول خداؐ کے نزدیک سب سے زیادہ قریب کون تھا تو انہوں نے کہا: فاطمہ سلام اللہ علیہا، سوال کیا گیا: اور مردوں میں کون تھا؟ کہا: فاطمہ سلام اللہ علیہا کے شوہر، انہوں نے کہا جہاں تک کہ مجھے علم ہے علیؑ ہمیشہ روزہ اور نماز میں مصروف رہا کرتے تھے۔ ۲۳۔

ترمذی نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول خداؐ کے نزدیک عورتوں میں فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سب سے محبوب خاتون اور مردوں میں ان کے شوہر علیؑ مرتضیٰ سب سے پسندیدہ شخص تھے۔ ۲۴۔

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: جب بھی مجھے جنت کی خواہش اور طلب ہوتی ہے میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گلے کا بوسہ لیتا ہوں۔ ۲۵۔

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: سب سے پہلے بہشت میں اگر کوئی مجھ سے ملاقات کرے گا تو وہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہوں گی۔ ۲۶۔

پیغمبر اکرمؐ نے اپنی وفات کی بیماری کے موقع پر جب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی بے چینی کا مشاہدہ کیا تو فرمایا: اے فاطمہ، کیا تم نہیں چاہتی کہ اس دنیا اور اس امت کی سب سے بہترین خاتون اور سب سے باایمان خاتون قرار پاؤ؟ ۲۷۔

پیغمبر اسلامؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: جان لو کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا قیامت کی سبھی عورتوں کی سردار ہیں۔ ۲۸۔

ابن عباس کہتے ہیں: پیغمبر اکرمؐ حضرت فاطمہ (س) کا زیادہ بوسہ لیا کرتے تھے، ایک دن عائشہ نے عرض کیا: آپ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا زیادہ بوسہ لیتے ہیں، رسول خداؐ نے فرمایا: اس کی وجہ ہے۔ معراج کی شب جب جبرئیل مجھے جنت میں لے کر داخل ہوئے سبھی جنتی پھل مجھے دیئے اور ان سب کا نچوڑ فاطمہ سلام اللہ علیہا کیلئے خدیجہ کے رحم میں قرار دیا جب میں ان جنتی پھلوں کی طلب اور چاہت محسوس کرتا ہوں تو فاطمہ سلام اللہ علیہا کا بوسہ لیتا ہوں اور ان کی خوشبو سے ان سبھی پھلوں کی جن کو کھایا ہے، خوشبو محسوس کرتا ہوں۔ ۲۹۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: جبرئیل جنت سے سیب لیکر آئے جسے میں نے کھایا اور اس کے ذریعہ فاطمہ کا نطفہ منعقد ہوا۔ ۳۰۔

عائشہ کہتی ہیں: پیغمبر اکرمؐ جب بھی سفر پر جایا کرتے تو سب سے آخر میں فاطمہؑ سے خداحافظی کیا کرتے اور جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے فاطمہ کا دیدار کیا کرتے۔ ۳۱۔

جب پیغمبر اکرمؐ مکہ میں تھے ایک دن خانہ کعبہ کے پاس نماز میں مصروف تھے کہ در ایں اثنا ابو جہل نے جو کہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہیں موجود تھا، پچھلے دن ذبح ہونیوالے اونٹ کی اوجھڑی کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو حالت سجدہ میں محمدؐ کے بدن پر یہ اوجھڑی ڈالدے، ان میں سے پلید ترین شخص اٹھا اور جب

پیغمبر سجدے میں گئے تو ان کے بدن پر اسے ڈالدیا، پھر اس حرکت پر ابو جہل اور اس کے ساتھی ہنسنے لگے اس واقعہ کی خبر جب جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ہوئی تو باوجود اس کے کہ کمسنی کا عالم تھا، دوڑتی ہوئی خانہ کعبہ کے پاس آئیں، بابا کے بدن سے اوجھڑی ہٹائی اس کو صاف کیا اور ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب کرکے ان کی ملامت و سرزنش کی، جس کا اثر یہ ہوا کہ یہ سبھی لوگ جنگ بدر میں مارے گئے۔۳۲۔

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا عہد طفولیت سے ہی محبت و شجاعت کا مرقع تھیں وہ اپنے والد کے دفاع میں ہمہ وقت کھڑی رہتی تھیں، اسی خاطر انہیں **امّ ابیہا** کا لقب حاصل ہوا۔ نیز حدیث کی کتابوں میں آیا ہے کہ جس وقت جنگ احد میں پیغمبر اکرمؐ کا چہرہ زخمی ہوا اور دانت شہید ہوا تو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا جنگ کے خاتمہ کے بعد مدینہ سے احد آئیں اور بابا کے خون آلود چہرے کو صاف کیا، حضرت علیؑ اپنی سپر میں پانی بھر کر لائے اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حضرت کا چہرہ صاف کیا لیکن خون کا رساؤ جب بند نہیں ہوا تو چٹائی کا ایک ٹکڑا جلایا اور اس کی راکھ کو زخم پر لگا کر پٹی باندھی تب جا کر خون بند ہوا۔۳۳۔

"حلیۃ الاولیاء" میں ابو نعیم اصفہانی نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ ایک غزوہ سے واپس آنے کے وقت مسجد میں رکے۔ دو رکعت نماز پڑھی پھر ہمیشہ کی طرح اپنی ازواج سے ملاقات کرنے سے پہلے اپنی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر گئے اور ان سے ملاقات کی، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے بھی دوڑ کر آپ کا استقبال کیا، ہمیشہ کی طرح اپنے بابا کے چہرے پر بوسہ دیا اور گریہ فرمانے لگیں، پیغمبر اکرمؐ نے پوچھا: تم کیوں رو رہی ہو؟ عرض کیا: میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ کا چہرہ زرد ہو رہا ہے۔ فرمایا: اے فاطمہ سلام اللہ علیہا تم ملال نہ ہو، خداوند عالم نے تمہارے بابا کو ایسے کام کیلئے مبعوث کیا ہے جس کی وجہ سے زمین پر کوئی بھی ایسا گھر اور جگہ باقی نہیں بچے گی مگر یہ کہ اسلام کی عزت وہاں نہ وارد ہو اور یہ دعوت بھی جہاں تک رات کی تاریکی جائے گی وہاں تک پھیلے گی اور تاریکی کا خاتمہ ہوگا۔۳۴۔

واقعۂ خندق میں بھی آیا ہے: جب پیغمبر اکرمؐ خندق تیار کرنے میں بہ نفس نفیس کام میں مشغول تھے، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پیغمبر اکرمؐ کیلئے روٹی پکا کر لائیں، جب انہوں نے حضرت کے منہ میں لقمہ ڈالنا چاہا تو آپ نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا یہ کیا ہے؟ عرض کی: بچوں کیلئے روٹیاں پکائی تھیں، اسی میں سے آپ کیلئے بھی لائی ہوں۔ فرمایا: میری بچی یہ جان لو کہ تین دن کے دوران پہلی مرتبہ تمہارا بابا کھانا کھا رہا ہے۔۳۵۔

حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے: پیغمبر اکرمؐ نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: خداوند عالم تمہارے غضبناک ہونے پر غضبناک اور راضی ہونے پر راضی ہوتا ہے۔۳۶۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ جس نے بھی اُسے غضبناک کیا گویا اس نے مجھے غضبناک کیا۔۳۷۔

صحیح ترمذی میں بھی آیا ہے: پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں: فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے جو کوئی اسے ستائے گا، وہ مجھے ستائے گا اور جو کوئی اسے تکلیف میں ڈالے گا وہ مجھے تکلیف میں مبتلا کرے گا۔ ۳۸؎

ایک اور حدیث میں پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: وہ پہلی ہستی جو جنت میں داخل ہوگی، فاطمہ ہوں گی اور امت کے درمیان ان کی منزلت قوم بنی اسرائیل میں مریم جیسی ہے۔ ۳۹؎

عائشہ کے حوالے سے روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: جب قیامت برپا ہوگی، منادی آواز دے گا اے لوگو: اپنے سروں کو جھکالو کیونکہ محمد کی بیٹی فاطمہ کا گذر ہونے والا ہے۔ ۴۰؎

ایک اور حدیث میں اسی مضمون کے ذیل میں آیا ہے: فاطمہ سلام اللہ علیہا ستر ہزار حور العین کے ہمراہ براق جیسی تیزی کے ساتھ ان کے سامنے سے گذرتے ہوئے داخل جنت ہوں گی۔ ۴۱؎

رسول اسلامؐ سے مروی حدیث میں پڑھتے ہیں: پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں: جس رات مجھے معراج پر لیجایا گیا میں نے دیکھا کہ جنت کے دروازے پر یہ جملہ لکھا ہوا تھا: خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، محمد اللہ کے رسولؐ اور علیؑ خدا کے محبوب بندے ہیں، حسن و حسین علیہم السلام اس کے برگزیدہ بندے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا خدا کی منتخب خاتون ہیں۔ ۴۲؎

"ذخائر العقبی" میں ایک اور حدیث وارد ہوئی ہے کہ رسول اکرمؐ نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: اے فاطمہ کیا تم جانتی ہو کہ تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا؟ پھر فرماتے ہیں: خداوند عالم قیامت کے دن تمہیں اور تمہارے بچوں کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔ ۴۳؎

حدیث اشتقاق میں آیا ہے: یہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے اور میں "فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الاَرْض" ہوں اور بروز قیامت اپنے دشمنوں کو اپنی رحمت سے دور کردوں گا، اپنے چاہنے والوں کو اس چیز سے معاف کردونگا جو سرزنش کا باعث ہے، پس میں نے اپنے نام سے اس کا نام مشتق کیا ہے، اور رسول خداؐ نے فرمایا: اے فاطمہ، خداوند عالم نے تمہارے لئے اپنے ناموں میں سے ایک نام مشتق کیا ہے اور اللہ کا نام، فاطر ہے اور تم فاطمہ ہو۔ جان جاؤ کہ رحم، رحمان سے مشتق ہوا ہے، اور تم مصطفیٰ کی امانت، حور العین کی سردار، انوار علویہ کا مطلع، اماموں کی ماں اور علوم و معرفت کا خزانہ ہو۔ ۴۴؎

ایک حدیث کے تحت رسول خداؐ نے فرمایا ہے: جو کوئی فاطمہ کو جیسا کہ حق ہے پہچانے گا گویا اس نے شب قدر کی حقیقت کو جان لیا اور فاطمہ کا یہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ خلائق کو اس کی حقیقت کا پتہ نہیں ہے۔ ۴۵؎

ایک اور حدیث میں آیا ہے: جو کوئی فاطمہ کو اس طرح جس طرح کہ حق ہے پہچانے گا، گویا وہ لیلۃ القدر کو پہچان گیا۔

شب قدر مجہول القدر ہے، فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی کہ جنہیں پیغمبر اکرمؐ اپنے جگر کا ٹکڑا سمجھتے اور ان کی

رضامندی کو خدا کی رضامندی اور ان کے غیظ و غضب کو خدا کا غیظ و غضب قرار دیتے تھے، مجہول القدر ہیں۔

شب قدر کی فضیلت ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ افضل ہے اسی طرح اس عظیم المرتبہ خاتون کی فضیلت بھی ہزاروں فضیلت والے انسانوں سے زیادہ افضل و مکرم ہے۔

شب قدر وہ شب ہے جس میں پیغمبر اکرمؐ کے قلب مبارک پر قرآن نازل ہوا اس لئے اس شب کو فضیلت و کمال اور علم و حکمت کے نزول کی رات کا نام دیا جاسکتا ہے۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا وجود بھی معدن انوار ولایت و امامت اور ربانی علم و حکمت کا خزانہ ہے۔

حاکم نے "مستدرک" میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے اپنی ماں سے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے اوصاف اور ان کی خصوصیات کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے کہا: فاطمہ سلام اللہ علیہا خلق خدا میں پیغمبر اکرمؐ سے سب سے زیادہ شباہت رکھنے والی خاتون ہیں ان کے رخسار مبارک سرخی مائل سفید اور لمبے گھنیرے کالے بال تھے۔

انس نے اس طرح اپنی ماں کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے رخسار ماہ تاباں کی طرح درخشاں تھے۔۴۶؎

"کشف الغمّہ" میں بھی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی خوبصورتی کے بارے میں اشعار مندرج ہیں:

الغصن خجلا من نور بهجتها تتوارى الشمس بالشفق

وحيا من شمائلها يتغطى بالورق

ان کے رخسار کی خوبصورتی دیکھ کر آفتاب نے شرم سے اپنا چہرہ بادلوں کی اوٹ میں چھپالیا اور ان کی دل پسند خوبصورتی کو دیکھ کر پھول نے شرم کے مارے خود کو پتوں کی آڑ میں پنہاں کرلیا۔ پیغمبر اکرمؐ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے، اے میری امت کے لوگو: میں تمہارے درمیان ایسی دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر ان کی پیروی کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے، ایک تو خدا کی کتاب اور دوسری میری عترت ہے جو کہ میرے اہلبیتؑ ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان سے آگے قدم بڑھاؤ ایسا کیا تو ہلاک ہوجاؤگے اور ان سے پیچھے بھی نہ رہ جانا ورنہ تباہ ہوجاؤگے اور کبھی یہ بھی نہ سوچنا کہ ان کو کچھ سکھاؤ کیونکہ یہ تم سے کہیں اونچی منزلت و مرتبہ رکھتے ہیں۔۴۷؎

عائشہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا: فاطمہ سلام اللہ علیہا سے زیادہ سچ بولنے والا سوائے ان کے والد کے کسی اور کو نہیں دیکھا۔

عبد اللہ نے پیغمبر اکرمؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: خداوند عالم نے فاطمہ کے دامن کو پاک و پاکیزہ، قرار دیا ہے اور ان کی ذریت پر دوزخ کی آگ کو حرام قرار دیا ہے۔۴۸؎

عمر بن خطاب نے پیغمبر اکرمؐ سے نقل قول کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں، فاطمہ، علی اور حسن و حسین

خطیرۃ القدس میں عزت و تکریم کی جگہ اور ہمارے پیروکار اس کی داہنی جانب جہاں مکان خداوندی ہوگا قرار پائیں گے۔ ۴۹؎

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: آسمان کے ایک ملک نے جو مجھ سے ملاقات نہ کر پایا تھا، خدا سے اجازت مانگی کہ مجھ سے ملاقات کو آئے، اسی نے آکر مجھے بشارت اور آگاہی دی کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا، میری امت میں خواتین کی سردار ہیں۔ ۵۰؎

ابن عبد البر نے روایت کی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: میری بیٹی کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم خواتین عالم کی سردار بنو؟ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے پوچھا: بابا جان، تو پھر جناب مریم کیا ہیں؟ فرمایا وہ اپنے زمانے کی خواتین کی سردار تھیں۔ ۵۱؎

فاطمہ صغریٰؒ نے اپنے والد سے اور انہوں نے بھی اپنی والدہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ہر پیغمبر کا کوئی نہ کوئی ایسا رشتہ دار د ہے جس پر وہ فخر و مباہات کرتا ہے لیکن میرے قرابتدار فاطمہ کے بچے ہیں جو میرے لئے فخر کا باعث ہیں۔ ۵۲؎

"جلاء العیون" میں یہ روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے یہودی پڑوسی سے جو کی ایک مقدار بطور قرض طلب کیا، اس کے بدلے میں اس نے ضمانت طلب کی۔ حضرت علی علیہ السلام نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اونی چادر اس کے پاس گروی رکھ دی، یہودی نے وہ ردا لی اور اپنے گھر کے ایک کونے میں رکھ دیا، رات کے وقت اس یہودی کی زوجہ اس کمرے میں گئی جہاں فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ردا رکھی ہوئی تھی، دیکھا کمرے میں اس چادر سے اس قدر نور ساطع ہے کہ پورا کمرہ بقعۂ نور بنا ہوا ہے۔ وہ الٹے پاؤں اپنے شوہر کے پاس آئی اور گویا ہوئی کہ اس نے کمرے میں عجیب سی روشنی دیکھی ہے۔ یہودی بھی حیران ہوگیا، وہ بھول گیا تھا کہ اس کمرے میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی چادر رکھی ہوئی ہے، تیزی سے کمرے کی طرف بڑھا، کمرے میں داخل ہوتے ہی دیکھا کہ ماہ تاباں کی مانند چادر سے روشنی کے سوتے پھوٹ رہے ہیں، یہ دیکھ کر وہ ششدر اور انگشت بدنداں رہ گیا، اس چادر کو دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ یہ روشنی تو فاطمہ سلام اللہ علیہا کی چادر سے ساطع ہے، یہودی اپنی زوجہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے رشتہ داروں کے پاس گیا اور واقعہ بیان کرکے تقریباً اسّی یہودیوں کو گھر بلا لیا ان سب نے جب یہ منظر دیکھا تو فرط عقیدت سے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی چادر کے آگے سر جھکایا اور سبھی اسلام لے آئے۔ ۵۳؎

رسول خداؐ فرماتے ہیں: میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا دنیا کی سبھی سابقہ اور مستقبل کی عورتوں کی سردار ہے وہ میری لخت جگر، آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا چین، میرے دل کی دھڑکن اور انسانی شکل و صورت میں آسمانی حور ہے۔ جب کبھی وہ اپنے محراب عبادت میں اپنے پروردگار کے حضور کہ جس کی جلالت عظیم ہے کھڑی ہوتی ہے تو اس کا نور، آسمانی فرشتوں پر جلوہ افروز ہو جاتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح اہالیان زمین پر ستارے نور

افشانی کرتے ہیں، اس وقت، عزت و جلال کا مالک پرور دگار اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میری کنیز فاطمہ کو جو کہ کنیزوں کی سردار ہے دیکھو میرے حضور میں کس طرح کھڑی ہے کہ میرے خوف سے اس کے وجود کا ذرہ ذرہ کانپ رہا ہے اور دل کی گہرائیوں سے میری عبادت میں مشغول ہے۔ میں تمہیں گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں کہ یقیناً اس کے چاہنے والوں کو جہنم کی آگ سے نجات دلا چکا ہوں۔ ۵۴۔

پیغمبر اکرمؐ سے منقول ہے: میں ایک ایسے درخت کی مانند ہوں، جس کی شاخ فاطمہ اور علی اس کا تنا اور حسن و حسین اس درخت کے پھل ہیں، اور ہمارے چاہنے والے اس درخت کے پتےّ ہیں، اس درخت کی جڑیں پھیلی ہوئی ہیں اور اس کی اصل و فرع اور تنا و شاخیں اور پتے وغیرہ سبھی جنت میں ہوں گے۔ ۵۵۔

کسی شاعر نے اس بارے میں کیا خوب اشعار کہے ہیں:

یَا حَبَّذَا دوحة فِی الخُلدِ نابتَۃٌ
مَا مِثلُهَا نَبَتَتْ فِی الخُلدِ مِنْ شَجَرٍ
اَلمُصطَفیٰ اصلُهَا والفَرْعُ فاطِمَة
ثُمّ اللّقَاحُ عَلیٌ سیّدِ البَشَرِ
وَالهاشِمیانُ سبطاه لہا ثَمَرٌ
وَالشّیعة الورقُ المُلتفُ بِالثّمَرِ
اَفی بِحُبِّهِم اَرجُو النّجَاة غَداً
والفوز فِی زمرةٍ مِنْ اَفضَلِ الزُّمَر
هذا حدیث رسول الله جاء به
اهلُ الروایة فِی العَالی مِنَ الخَبَرِ

مبارک ہو وہ درخت کہ جس طرح کے درخت کو بہشت کو کبھی دیکھنا نصیب نہ ہوا ہوگا، جس کی اصل مصطفیؐ اور شاخ، فاطمہ سلام اللہ علیہا، اور تنا علیؑ ہیں اور پیغمبر کے جگر کے دو ٹکڑے ان کے نواسے اس درخت کا پھل اور ان کے چاہنے والے اس درخت کے پتے ہیں جنہوں نے ان پھلوں کو اپنی اوٹ میں چھپا رکھا ہے۔ ہمارے کل کے نجات کی امیدیں ان لوگوں کی محبت پر منحصر و وابستہ ہے کہ کامیابی کے ساتھ ایسے گروہ کے ساتھ رہوں جو سب سے عظیم ہیں۔

یہ پیغمبر اکرمؐ کا قول ہے جسے گرامی قدر راویوں نے ان سے روایت کی ہے۔

ابن سعد نے "طبقات" نامی کتاب میں حضرت علیؑ سے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی کے بارے میں

لکھا ہے، پیغمبر اکرمؐ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور علی علیہ السلام کی شادی کے موقع پر فرمایا: خداوندا: یہ دونوں میرے نزدیک بہت ہی محبوب و پسندیدہ ہیں، پروردگارا: تو بھی ان دونوں کو دوست رکھ، ان کی ذریت اور نسل کو شیطان کے شرّ سے محفوظ رکھ، پھر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کیلئے دعائے خیر کی اور فرمایا: میری بچی خداوند عالم نے علیؑ سے تمام پلیدی و برائی کو دور رکھا ہے اور تمہیں پاک وطاہر قرار دیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ خداوندا یہ میری بیٹی ہے جو میرے نزدیک مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے خداوندا یہ میرا بھائی بھی میرے لئے سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے، خداوندا اس کو اپنا ولی قرار دے تاکہ تیرا چاہنے والا قرار پائے اور اس کی بیوی اور اس کے خاندان کو خوشحال و مبارک فرما: اس کے بعد فرمایا: اے علیؑ اپنی زوجہ کے پاس جاؤ خداوند عالم تم پر اپنی برکت اور رحمت نازل کرے اور مبارک کرے کہ وہ قابل ستائش اور مکرم ہے۔

اس کے بعد خود بھی ان کے کمرے سے باہر نکل آئے اور چوکھٹ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: خداوند عالم تمہاری نسل کو طیب وطاہر قرار دے جو کوئی تمہارے ساتھ دوستی کرے گا میں بھی اس کا دوست ہوں گا جو بھی تمہارا دشمن اور تم سے برسرپیکار ہوگا میں بھی اس کا دشمن اور اس سے برسرپیکار ہوں گا میں تمہیں خدا کی پناہ میں قرار دیتا ہوں، میرے بجائے وہ ہے جو تمہارا حافظ ونگہبان ہوگا۔۵۶؎

جناب فاطمہ زہرا (س) اور حضرت علی علیہ السلام کی شادی کے موقع پر پیغمبر اکرمؐ کی سبھی ازواج نے اس خوشی کے موقع پر اشعار کہے اور پڑھے جن میں عائشہ کے اشعار قابل توجہ ہیں جنہیں قارئین کی نظر کر رہے ہیں:

یـا نسـوۃ اُسـتُرنَ بِالمَعَـاجِر
وَاُذکُـرنَ مَـا یُحسِـنُ فِی المَحَاضِـر
وَاُذکُـرنَ رَبَّ النَّـاسِ اِذ یَخُصُّـنَا
بِدِینِـہ مَـعَ کُـلِّ عَبـدٍ شَـاکِرِ
وَالَحمـدُ لِلّٰہِ عَلـیَ افضَـالِہِ
وَالشُّـکرُ لِلّٰہِ العَزِیـزِ القَـادِرِ
سُـرنَ بِہَـا فَـاللّٰہُ اَعلـیٰ ذِکرُھَـا
وَخَصَّـھا مِنـہ بِطُہـرٍ طَـاھِر

اے عورتوں: خود کو پوشیدہ رکھا کرو: زبان پر اچھی باتوں کے سوا کچھ اور نہ لایا کرو، تمہاری زبان پر صرف پروردگار کا نام نامی ہونا چاہیئے کہ اس نے اپنا دین ہمارے لئے پیش کیا، ہم اور سبھی بندگان خدا اس بخشنے

والے خدا کا جو کہ طاقتور و توانا اور عظیم ہے، نام لیا کریں اور اس کا شکریہ ادا کریں کہ اس لڑکی کو اس نے اپنا محبوب بنایا اور ایسا پاک و پاکیزہ اور نیک شوہر عطا کیا۔۵۷؎

حضرت حفصہ نے بھی فرمایا:

فاطمۃُ خَیْرُ نِسَاءِ البَشَرِ

وَ مَنْ لَہا وَجْہُ کَوَجہ القَمَر

فَضّلکِ اللّٰہُ علی کُلِّ الوَریٰ

بِفَضْلِ مَنْ خَصَّ بِایَّ الزُّمُرَ

زَوَّجَکِ اللّٰہُ فَتًی فَضْلاً

اَعْنِی عَلِیًّا خَیرٌ مَنْ فِی الْحَضَر

فَسرنَ جَاراتی بِھاءِ انَّھا

کریمۃٌ بنتُ عظیمِ الخَطَرِ

اے فاطمہ سلام اللہ علیہا، تم دنیا کی خوبصورت ترین عورتوں میں سے ہو، تمہارے رخسار ماہ تاباں کی طرح روشن ہیں، خدا نے تمہیں دنیا کی سب سے افضل خاتون بنایا ہے، تمہارے والد وہ ہیں جن پر آیات قرآنی کا نزول ہوا اور تمہارا شوہر ایسا جوان ہے جو سب جوانوں سے بہتر اور اعلیٰ ہے وہ علیؑ ہے، ہماری ساری نیک خواہشات اور مبارکباد اس کیلئے ہیں کیونکہ وہ عظیم المرتبہ خاندان کا چشم و چراغ ہے۔۵۸؎

عائشہ ایک جگہ فرماتی ہیں: پیغمبر کے بعد فاطمہ سلام اللہ علیہا سے بڑھ کر کسی اور کو اتنی فضیلت والا نہیں پایا۔۵۹؎

روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: میرے بعد سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والی فاطمہ سلام اللہ علیہا ہوں گی۔۶۰؎

پیغمبر اکرمؐ سے منقول ہے کہ سورۂ دھر کی تیرہویں آیت میں آیا ہے کہ " لَایَرَوْنَ فِیْھَا شَمْساً وَّ لاَ زَمْھَرِیْراً" اس جنت کے اندر نہ تو آفتاب ہوگا اور نہ ہی سردی، لیکن جب جنتی لوگ اس میں مقیم ہوں گے تو ایسا نور دیکھیں گے جو پوری جنت کو پر نور کر دے گا، تعجب سے عرض کیا جائے گا: خداوندا تو نے تو قرآن میں فرمایا ہے کہ جنت میں سورج دکھائی ہی نہیں دے گا تو پھر یہ روشنی کیسی ہوگی؟

جواب میں سننے کو ملے گا: یہ روشنی چاند اور سورج کی نہیں ہے چونکہ علیؑ و فاطمہ سلام اللہ علیہا مسکرائے ہیں، اس لئے اس نور نے جنت کو اس قدر نورانی بنا دیا ہے۔۶۱؎

مسئلہ فدک

فدک حجاز میں واقع ایک دیہات کا نام ہے جس کی مدینہ سے مسافت دو یا تین دن کی تھی، ابتدائے تاریخ سے اس سرزمین پر یہودیوں کا تسلط تھا اور ساتویں ہجری تک انہیں کے قبضہ میں تھا۔ اور جب خداوند عالم نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈالا تو اس دیہات کے آدھے لوگوں نے رسول خداؐ سے مصالحت کرلی اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس پوری جگہ کو رسول خداؐ کے حوالے کردیا گیا۔ شروع میں یہ قریہ پیغمبر اکرمؐ کے ہی اختیار میں رہا کیونکہ اسلامی حکومت نے اس کو بزور طاقت حاصل نہیں کیا تھا کچھ عرصہ بعد پیغمبر اکرمؐ نے فدک اپنی بیٹی حضرت فاطمہؑ کو ہدیہ کردیا اور رسولؐ خدا کی رحلت تک یہ قریہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ملکیت میں رہا، پھر ابوبکر کے دور خلافت میں اسلامی حکومت کے بیت المال میں شامل ہو کر آمدنی کا ذریعہ قرار پایا۔ ۶۲۔

محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جب پیغمبر اکرمؐ نے خیبر کی کارروائی شروع کی تو خداوند عالم نے فدک دیہات میں بسنے والے یہودیوں کے دلوں میں خوف بٹھا دیا انہوں نے پیغمبرؐ کے پاس اپنا نمائندہ بھیج کر اس بات پر اتفاق کیا کہ فدک کا آدھا حصہ رسول خدا کی ملکیت قرار پائے اور چونکہ فدک کو بزور شمشیر حاصل نہیں کیا گیا تھا اسلئے رسولؐ خدا کی مطلق ملکیت قرار پایا۔ اس کے بعد رسولؐ خدا نے اجازت دی کہ وہاں بسنے والے لوگ وہیں پر مقیم رہیں اور وہاں کی آدھی ملکیت کی کھیتی اور اس سے حاصلہ آمدنی رسولؐ خدا کے حوالے کردی جائے اور جب رسولؐ خدا کی رحلت ہو گئی تو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے وہاں سے اپنے حق اور میراث کا مطالبہ کیا۔ جس کے جواب میں ابوبکر نے پیغمبر اکرمؐ سے روایت نقل کی کہ "ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑا کرتے، جو کچھ کہ ہم سے رہ جائے وہ صدقہ ہے"۔ اور کہا: میں رسولؐ خدا کے صدقہ کو جس طرح کہ تھا اسے بدل نہیں سکتا ہوں۔

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ابوبکر کے سامنے قرآن کا حوالہ دیتے ہوئے دلائل پیش کئے اور جناب زکریا کے قول کو پیش کیا کہ جسے خداوند عالم نے قرآن میں نقل کیا ہے "يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ"، مجھ سے اور خاندان یعقوب سے میراث حاصل کی، اور خدا کا یہ قول کہ " وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ " سلیمان کو داؤد سے میراث ملی، ان سب باتوں کو بیان کرتے ہوئے حضرت زہراؑ نے دلیل پیش کی کہ پیغمبر بھی اپنی میراث اور ترکہ چھوڑا کرتے ہیں۔

ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ میں مذکور ہے کہ:

حضرت ابوبکر نے کہا: خدا کی قسم، تمہارے والد نے میراث کے نام اور عنوان سے درہم و دینار نہیں چھوڑے ہیں اور خود انہوں نے فرمایا ہے: انبیاء اپنے لئے میراث نہیں چھوڑتے ہیں۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: فدک میراث نہیں ہے بلکہ اسے میرے بابا نے اپنی زندگی میں مجھے ہدیہ کردیا تھا۔ ابوبکر نے کہا:

اس بات کی گواہی کون دے گا؟

ابوالحسن علی بن ابیطالبؑ نے گواہی دی اور امّ ایمن نے بھی گواہی دی کہ پیغمبر اکرمؐ نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو فدک ہدیہ کیا تھا۔

ابوبکر نے کہا: اے دختر رسولؐ آپ بجا فرماتی ہیں، علیؑ بھی سچ بول رہے ہیں، ام ایمن بھی صحیح بول رہی ہیں، عمر اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی سچ بول رہے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی دولت واثاثہ، آپ کے والد رسولؐ خدا کا ہے۔ پیغمبر اکرمؐ فدک کی حاصلہ آمدنی آپ کی روزی روٹی اور ضرورت کے مطابق آپ کو دیا کرتے تھے اور بقیہ آمدنی راہ خدا میں بانٹ دیا کرتے تھے۔ ابھی آپ فدک لے کر کیا کرنا چاہتی ہیں؟ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: وہی کام کروں گی جو میرے بابا کیا کرتے تھے،

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وفات

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی وفات منگل کی شب گیارہویں ہجری میں واقع ہوئی اور وہ رمضان کی تیسری تاریخ تھی، اس وقت آپ کی مبارک عمر صرف اٹھارہ برس کی تھی۔

کچھ شیعہ علماء نے آپ کی وفات کی تاریخ جمادی الثانیہ گیارہ ہجری کی تیسری تاریخ بیان کی ہے، حالانکہ کچھ لوگوں نے وفات کی تاریخ جمادی الثانیہ کا آخری عشرہ بتایا ہے، اور کچھ نے ان کی وفات کے بارے میں ۱۳ ربیع الاوّل اتوار کی شب بتایا ہے۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا انتقال ۲۱ رجب کو ہوا اور "استیعاب" میں مدائنی واقدی وابن عبد البر نیز "مستدرک" میں حاکم نے آپ کی وفات منگل کی شب ۳ رمضان بتائی ہے۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وفات پر حضرت علیؑ کا اظہار غم

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی جدائی کے غم کا اظہار حضرت علیؑ نے اپنے ان اشعار سے کیا:

اَریٰ علَلَ الدُنیا عَلیٰ کثیرۃٍ
وَ صاحِبُھا حتیٰ المَماتِ علیلٌ
لِکلِّ اجتماعٍ مِن خَلیلین فرقہ
و کل الذی دونَ الفراقِ قلیلٌ
وَ ان افتقادی فاطما بعد احمد
دلیلٌ عَلی اَن لاَیَدُومَ خَلِیلٌ

مٰالِی مَرَرتُ عَلَی القُبُورِ مُسْلماً
قَبرُ الحَبِیبِ فَلم یَرُدّ جَوابی
یَا قبرُ مَالَکَ لاتُجِیبُ مُنَادِیا
أمَلَلتَ بعدی خُلّۃِ الأحبٰابِ۶۳

میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا میرے لئے باعث رنج و ملال ہے، ہاں دنیاوی مسائل میں الجھے لوگ زندگی کے آخری مرحلہ تک رنج و محن میں مبتلا ہیں۔ لوگ دوستوں کی جدائی کی پریشانی سے دوچار ہوتے ہیں بہت کم ایسے لوگ ہیں جو جدائی کے غم سے پریشان نہیں ہوتے، پیغمبر خداؐ کی جدائی کا غم منانے کے بعد فاطمہ سلام اللہ علیہا کی جدائی اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کیلئے کسی بھی قسم کی دوستی کو دوام حاصل نہیں ہے۔

یہ مجھے کیا ہوگیا ہے کہ گریہ کناں عزیزوں کی قبر سے گذرتا ہوں اور محبوب کی قبر کو سلام کرتا ہوں پھر بھی جواب نہیں ملتا، اے محبوب لحد تجھے کیا ہوگیا ہے کہ اس سائل کو جواب نہیں دے رہی ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ دوستوں کی محبت نے تیرے دل کو تھکادیا ہے؟

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اسماء بنت عمیس (ابوبکر کی زوجہ) کو طلب کیا اور فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ میری میت پر ایسا کپڑا ڈالا جائے جس سے کم بدن نمایاں نہ ہو! (اسماء بنت عمیس جعفر بن ابوطالب کی زوجہ تھیں جب جنگ موتہ میں ان کی شہادت ہو گئ تو ابوبکر سے ان کی شادی ہو گئ) جو کہ حبشہ کی رہنے والی اور آپ سے بہت قریب تھیں۔ انہوں نے کہا: میں نے حبشہ میں اس سلسلہ میں جو کچھ کہ دیکھا ہے بیان کرتی ہوں، پھر انہوں نے کچھ تر جھاڑی منگوائی اور اسکی شاخوں کو خم کیا اور ان پر کپڑا ڈال دیا۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: اس سے اچھی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ عورت کی میت مرد کی میت سے الگ دکھائی دے۔ جب میرا انتقال ہو جائے تو تم مجھے غسل دینا اور کسی دوسرے کو میرے جنازے کے قریب مت آنے دینا۔ ۶۴؎

تاریخی کتابوں میں لکھا گیا ہے: جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں پانی منگوایا، اچھی طرح سے نہایا، نئے کپڑے پہنے اور اپنے کمرے میں چلی گئیں، اپنی خادمہ کو کہا کہ ان کا بستر کمرے کے بیچ میں لگادے۔ پھر جانب قبلہ لیٹ گئیں، اپنے ہاتھوں کو چہرے پر رکھا اور فرمایا: میں ابھی اس دنیا سے چل بسوں گی۔ ۶۵؎

عبدالبرّ کے بقول: فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ابوبکر کی زوجہ اسماء سے فرمایا کہ ان کے غسل کی ذمہ داری وہ خود سنبھالیں۔

ابن عبد البرّ نے لکھا ہے: جب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اس دنیا سے رحلت فرمائی تو عائشہ نے ان کے کمرے میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن اسماء نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وصیت کے مطابق انہیں کمرے میں جانے کی اجازت نہیں دی، عائشہ نے اس بات کی شکایت اپنے والد سے کی کہ یہ خثعمیّہ عورت مجھے پیغمبرؐ اور ان کی بیٹی کے درمیان رکاوٹ بن کر فاطمہ سلام اللہ علیہا کی میت کے قریب جانے سے منع کر رہی ہے۔ علاوہ ازایں، فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہنگام موت کمرہ اس طرح سجایا ہے جیسے دلہن کا کمرہ سجایا جاتا ہے۔ (خثعم، قحطانیوں اور جنوبی علاقہ میں ساکن عربوں کو بولا جاتا تھا اور یہ لفظ عدنانی منجملہ قریش قحطانیوں کی سرزنش کے طور پر استعمال کرتے تھے)

عائشہ کی اس شکایت کے بعد ابو بکر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے کمرے میں داخل ہوئے اور کہا: اسماء تم پیغمبرؐ کی ازواج کو ان کی بیٹی کے کمرے میں کیوں نہیں جانے دے رہی ہو؟ تم نے پیغمبرؐ کی بیٹی کے کمرے کو دلہن کے کمرے جیسا کیوں سجایا ہے؟ اسماء نے کہا: زہرا سلام اللہ علیہا نے مجھے وصیت کی تھی کہ کوئی بھی ان کے کمرے میں داخل نہ ہو اور جو کچھ کہ میں نے ان کے جنازے کیلئے تیار کیا جب وہ زندہ تھیں تو اس کا نمونہ میں نے انہیں دکھایا تھا، انہوں نے حکم دیا تھا کہ اس طرح کی چیز ان کیلئے بناؤں! ابو بکر کا کہنا ہے: اگر ایسا ہے تو جیسا کہ فاطمہ (س) نے تم سے کہا ہے، ویسا ہی کرو۔۶۶

ابن عبد البرّ نے لکھا ہے: اسلام میں اس طرح کا عورتوں کیلئے پہلا تابوت جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کیلئے بنایا گیا اور اس کے بعد پیغمبر اکرمؐ کی زوجہ زینب بنت جحش کیلئے بنایا گیا۔ جیسا کہ حضرت علیؑ نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی تدفین کے بعد فرمایا: اے نبی خدا، میری طرف سے اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ کی طرف سے جو کہ آپ سے ملاقات کیلئے آپ کے پاس ہی سپرد لحد کی جاچکی ہیں، آپ پر بے انتہا درود و سلام ہو۔۶۷

حوالے:

۱۔ توفیق ابو علم، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، ص ۶۱

۲۔ سید محمد حسن میر جہانی طباطبائی، جنۃالعاصمۃ، ص ۶۶

۳۔ الصواعق المحرقہ، ص ۱۶۰

۴۔ تاریخ بغداد و صواعق ابن حجر و کنز العمال

۵۔ نکۓ: فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، توفیق ابو علم، صفحہ ۶۵، ابن سعد طبقات، ج ۸، ص ۱۱، طبری، ج ۱۳، ص ۲۴۳۴ و ج ۴، ص ۱۸۶۹۔ بلاذری، انساب الاشراف، ص ۴۰۲، ابن اثیر، کامل، ج ۲، ص ۳۴۱، مقاتل الطالبین، ابوالفرج اصفہانی، ص ۴۸، استیعاب، عبدالبر، ص ۷۵۰۔

۶۔ نک: جنۃ العاصمیۃ، ص ۱۹۴
۷۔ نک: فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، توفیق ابو علم، ص ۱۹۴
۸۔ امام فخر رازی، تفسیر، جزئ ۶، ص ۷۸۳، زمخشری، کشاف، ابن حجر عسقلانی، اصالۃ، جزء ۴، ص ۷۰۴، قرطبیؒ، تفسیر، محمد علی شوکانی، فتح العزیز، طبری، تفسیر سیوطی، درّالمنثور، ج ۵، ص ۱۶۹۱، حاکم، مستدرک، ذہبی، تلخیص وامام احمد بن حنبل، ج ۳، ص ۲۵۹
۹۔ نک: فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، توفیق ابو علم، ص ۴۷
۱۰۔ نک: پچھلا حوالہ، ص ۷۵
۱۱۔ سورۂ ضحیٰ، ۵/۲، ۳
۱۲۔ سورۂ رحمٰن ۲۲/۲۰
۱۳۔ سورۂ آل عمران، ۱۹۵
۱۴۔ سورۂ آل عمران، ۱۹۵
۱۵۔ سورۂ آل عمران، ۱۹۱
۱۶۔ سورۂ آل عمران، ۱۴۲
۱۷۔ المیزان جلد ۲۰، ص ۶۹۳
۱۸۔ نک: ینابیع المودۃ، ص ۲۰۴۔ سنن ترمذی، الطبقات الکبریٰ
۱۹۔ الدر المنثور ج ۵، ص ۱۹۸، مسند احمد حنبل، ج ۶ ص ۲۹۲۔ اسباب النزول ۲۶۷، مشکل الآثار، ج ۱، ص ۳۲۳
۲۰۔ مسند احمد، صحیح بخاری، مغازی واقدی، الطبقات الکبریٰ
۲۱۔ ینابیع المودۃ، ص ۲۹۸، ۲۸۰
۲۲۔ سنن ترمذی، الطبقات الکبری
۲۳۔ صحیح ترمذی، ج ۲، ص: ۴۷۵، ریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۲۱۳
۲۴۔ ینابیع المودۃ، ص ۳۴۲، تاریخ دمشق، ج ۲، ص: ۱۶۲، کنزالعمال، ج ۱۵، ص: ۱۲۷، العثمانیہ، ص ۳۱۰۔ مرآۃ المؤمنین، ص ۳۰، ربیع الابرار، ج ۱، ص ۱۱۱، تاریخ جرجان، ص ۲۱۸، احقاق الحق، ج ۱۰، ص ۱۶۷
۲۵۔ فضائل الخمسہ، ج ۳، ص ۱۲۷
۲۶۔ کنزالعمال ومیزان اعتدال
۲۷۔ مستدرک الصحیحین، ج ۳، ص ۱۵۶
۲۸۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۲، ص ۱۴۲
۲۹۔ ذخائر العقبی، ص ۳۶

۳۰۔ ذخائر العقبی، ص ۴۴، سیوطی، در المنثور، تفسیر سورۂ اسراء، نمبر ا
۳۱۔ صحیح ابن داؤد، ج ۲۶، مسند احمد بن حنبل، ج ۶، ص ۲۸۲
۳۲۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر و صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق باب مالاقی النبی واصحابہ من المشرکین
۳۳۔ صحیح مسلم و صحیح بخاری
۳۴۔ حلیۃ الاولیا، ج ۲، ص ۳۰
۳۵۔ ذخائر العقبی، ص ۴۷
۳۶۔ مستدرک صحیحین، ج ۳، ص ۱۵۲، ابن حجر، اصابۃ ابن اثیر، اسد الغابۃ میں یہی حدیث نقل کرتے ہیں۔
۳۷۔ صحیح ترمذی، ج ۲، ص ۳۱۹، فیض الغدیر، کنز العمال، مسند احمد و صحیح ابی داؤد
صحیح بخاری میں بھی آیا ہے۔
۳۸۔ کنز العمال، ج ۶، ص ۲۱۹
۳۹۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۱۴۱
۴۰۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۱۴۱
۴۱۔ کنز العمال، ج ۶، ص ۲۱۸
۴۲۔ تاریخ بغداد، ج ا، ص ۲۵۹
۴۳۔ ذخائر العقبی، ص ۲۶
۴۴۔ فصّ حکمۃ عصمیتہ فی کلمۃ فاطمیۃ، حسن زادہ آملی، ص ۳۹،۳۸
۴۵۔ کنز العمال، ج ۶، ص ۲۳۱
۴۶۔ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، توفیق ابو علم، صفحات ۷۰۔۷۱
۴۷۔ صحیح مسلم و صحیح ترمذی، مسند احمد بن حنبل، تفسیر ثعلبی، مناقب، ابن المغازلی شافعی، فضائل الصحابہ سمعانی، طبرانی، موفق بن احمد، صواعق، ابن حجر، عقد الفرید ابن قرطبی، ذخائر العقبیٰ، احمد بن عبد اللہ طبری، تفسیر الخازن واسد الغابۃ، لسان العرب ابن اثیر و جمال الدین افریقی۔
۴۸۔ توفیق بو علم، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، ص ۸۶
۴۹۔ توفیق بو علم، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، ص ۹۱۔
۵۰۔ ایضاً
۵۱۔ ایضاً، ص ۱۰۹
۵۲۔ توفیق بو علم، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، ص ۱۱۳
۵۳۔ جلاء العیون ج ا، ص ۱۴۰

۵۴۔ الدمعۃ الساکبہ ج ا، ص ۲۹۹

۵۵۔ استاد توفیق ابو علم، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، ص ۱۵۹

۵۶۔ توفیق ابو علم، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، ص ۱۶۲

۵۷۔ نک: توفیق ابو علم، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، ص ۱۵۷، و سید جعفر شہیدی، زندگانی فاطمہ زہرا، ص ۶۳۔۶۴

۵۸۔ جعفر شہیدی، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، ص ۶۴

۵۹۔ امام الحفاظ شہاب الدین عسقلانی ابن حجر، کتاب الاصابۃ، ج ۴، ص ۳۶۶، مطبوعہ دار الکتاب المصریہ، حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ھیثمی، مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۲۰۱، مطبوعہ قدسی قاہرہ، علامہ سید احمد زینی دحلان شافعی، السیرۃ النبویۃ، ص ۲، مطبوعہ قاہرہ ۷، نبھانی، اشرف المؤید، ص ۵۳، مطبوعہ مصر، علامہ عمر رضا کحالہ، اعلام النساء، ج ۳، ص ۲۱۷ مطبوعہ دمشق

۶۰۔ عبد الرحمٰن سیوطی، الخصائص الکبری، ج ۲، ص ۲۲۵، علامہ جمال الدین محمد بن یوسف زرندی حنفی نظم درالسمطین، ص ۱۸۰، علامہ سید علی ہمدانی، مؤدۃ القربی، ص ۱۰۳، علامہ ذہبی، میزان الاعتدال ج ۲، ص ۱۳۱، نبہانی، جواہر البحار، ج ۲، ص ۱۳۶، حافظ شہاب الدین بن حجر عسقلانی، لسان المیزان، مطبوعہ حیدر آباد، شیخ نور الدین علی بن صباغ مالکی، الفصول المہمۃ، ص ۱۲۷، شیخ علی برہان الدین حلبی شافعی، انسان العیون، ج ا، ص ۲۳۲، مطبوعہ مصر علامہ رافعی شافعی، التدوین، ج ۲، ص ۱۴، اسکندریہ، مصر، زرقانی، شرح مواہب اللدنیۃ، ج ۵، ص ۲۴۵ مطبوعہ الازہر، مصر، مولی علی متقی ہندی، کنز العمال، ج ۱۳ مطبوعہ حیدر آباد، قندوزی، ینابیع المؤدۃ، ص ۲۶۰ مطبوعہ استامبول

۶۱۔ مقاتل الطالبین، ص ۱۰۳

۶۲۔ نک: توفیق ابو علم، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، ص ۲۱۹، ۲۱۸

۶۳۔ توفیق ابو علم، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، ص ۳۵۰

۶۴۔ سید جعفر شہیدی، زندگانی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، ص ۱۵۵ تا ۱۵۶ و بحار، ج ۴۳، ص ۱۸۹

۶۵۔ انساب الاشراف، ص ۴۰۲، طبقات، ج ۸، ص ۸۔۱۷۔ بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۱۷۲

۶۶۔ زندگانی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، سید جعفر شہیدی، ص ۱۵۶ و ۱۵۷، نقل از استیعاب، ص ۷۵۱

۶۷۔ ایضاً، ص ۱۵۹